QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

مسلم اور مغربی تہذیب کے قانونی افکار کا تقابلی جائزہ (ابن رشد کے افکار کی روشنی میں)

A Comparative Study of the Legal thought of Muslim and Western civilizations (in the light of the Averroes' thought)

Dr. Ahmad
Assistant Professor, Islamic Studies, Green International University, Lahore: dr.ahmad@giu.edu.pk
Dr. Aminullah
Assistant Professor and Head of Islamic studies Department, Shaheed Benazir Bhutto University Sheringal Dir Upper: amin@sbbu.edu.pk

Abstract

This article compares the legal concepts of Muslim and Western civilizations through Averroes' (1126 - 1198) thought, focusing on interpretation, implementation, and education of laws. Averroes bases his legal system on Islamic Sharia, emphasizing divine revelation, and employs ijtihad to navigate legal texts, maintaining a balance between reason and tradition. In contrast, Western legal systems are anchored in secularism, prioritizing human reason and established laws. Economically, Averroes rejects usury, advocating for zakat and charity as means of achieving justice, whereas Western systems promote usury and capitalism and then charity. In Islamic law, ijtihad is a crucial method for jurists seeking solutions while respecting divine decrees. Additionally, while Islamic law forbids the ordination of women, Western law permits it, reflecting differing values where human thought takes precedence. Averroes aligns closely with Sharia in areas like family law, worship, and ethics of war, in contrast to the Western emphasis on human freedom and secular values. Religious rituals hold significant importance in Islamic Law, restricting worship in non-Muslim places, unlike Western Law, which is indifferent to such matters. Lastly, Islamic law permits jihad, adhering to rigorous, ancient rules, in stark contrast with modern, flexible human laws.

Keywords: *Human, Ijtihad, Jihad, Rdination, Reason, Usury.*

اس تحقیق میں مسلم اور مغربی قانون سے متعلق افکار کا تقابل کیا گیا ہے۔ مسلم تہذیب نے اس وقت انسان دوست قانون رائج کیا، جب مغربی تہذیب تاریک دور میں تھی۔ اپنے دور عروج میں مسلم تہذیب نے اسلامی احکامات کی سوجھ بوجھ عام کی۔ فقہاء کرام نے اصول فقہ اور فقہ اسلامی کے شعبوں میں معرکۃ الآراء افکار پیش کیے۔ ابن رشد بھی ماہرینِ قانون میں شامل ہیں، جنہیں بجا طور پر ایک مجتہد تسلیم کیا جاتا ہے۔ ان کے فقہی افکار کی روشنی میں اس تحقیق کو بیان کیا گیا ہے۔

احکام الٰہی میں اجتہادات کا تقابل

مغربی تہذیب کا ایک عنصر مسیحیت ہے۔ مسیحیوں نے اپنے سامنے آنے والی جدید ترین الہامی ہدایات کی طرف توجہ نہ دی۔ اسلام کی ناقدری کی، اور اپنے سامنے یہودیت کے انجام کو فراموش کر دیا۔ ان کے مجدد، انبیاء کرامؑ ہوتے تھے۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

انہوں نے نبیوں کو قتل کرنے کا مشغلہ بنالیا تھا۔ اسی خود اعتمادی سے انہوں نے حضرت مسیحؑ کو مصلوب کرنے کی کوشش کی تھی۔ انہیں حضرت ابراہیمؑ کی امامت کی وراثت سے ہٹا دیا گیا۔ آپؑ کی دوسری نسل میں امام المرسلین ﷺ کی بعثت کی گئی۔ آخری امت میں علماء کے ذمہ انبیائے اسرائیل کی تجدیدی خدمات لگائی گئی ہیں۔ انہیں فہمِ نص میں توسع کی مشروط اجازت ہے۔ ان مجددین کو تجدد پسندی سے اجتناب کا حکم صادر کیا گیا ہے۔

مغربی فکر کے متجددین میں معتد بہ تعداد یہودیوں کی ہے۔ نفسیات کے مغربی متجدد باطنی نظر سے، دباؤ کی شکار ذاتی دنیا میں، جھانکنے کا درس دیتے تھے۔ بے حیائی، زناکاری، ہم جنس پرستی اور قتل کی ہوس کی غیر مہذبانہ التجاء نفس میں رکھتے تھے۔ وہ احکامِ عشرہ فراموش کر گئے تھے۔ یہ گویا اہلِ کتاب کی نئی آدمیت پسندی تھی، جو انسان پرستی سے نمودار ہوئی تھی۔ تحریکِ رومانیت میں باری تعالیٰ کے وجود کے ثبوت میں فطرت کو اپنالیا گیا تھا۔ اس کے برعکس ابن رشد کی فقہی و قانونی آراء ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ آپ متجدد نہ تھے، بلکہ مجتہد تھے۔

ابن رشد شرعی حکم کو عقل اور فطرت پر مقدم سمجھتے ہیں۔ مغرب میں اس کے برعکس سمجھا جاتا ہے۔ آپ نے اہلِ سنت کے فروعی مذاہب کا عمیق مطالعہ کیا۔ آپ کی تحقیق سے فہمِ نص اور طرزِ استدلال میں مدد ملتی ہے۔ اسی وجہ سے امام ابو حنیفہؒ کو دیگر آئمہ کرام کے مقابلے میں امتیازی مقام حاصل ہوا ہے۔ آپ نے بطور مجتہد بڑے احترام سے فقہائے ملت کی تحقیقات کا تنقیدی جائزہ لیا ہے، آپ نے اپنے فقہی مکتب کے علماء سے اختلافِ رائے بھی ظاہر کیا ہے۔ مغربی تہذیب میں فرقہ بندی کے تنازعات کی طویل تاریخ ہے۔ اس کے دو مکاتب کیتھولک اور پروٹسٹنٹ ہیں، جن کے مجتہدین کی اپنے مسالک کے باہر قدر و منزلت نہیں۔[1]

مجتہد صحابہ کرام نے اجماع کیا اور مختلف رائے بھی رکھی۔ انہوں نے جہاں قیام کیا، وہیں ان کے ارد گرد دین کی سوجھ بوجھ کے لیے تلامذہ جمع ہوئے۔ یوں مختلف فقہی دبستان اور ان کے علمی مراکز بنے۔ مجتہدین نے آثار، تاریخی تعامل اور فقہی قیاس میں نام کمایا۔ مسالک میں بھی مسائل بتانے میں اختلافی پہلو ظاہر ہوتے ہیں۔ توسع سے نصوص فہمی کی موافق فکر کی

(1) ابن رشد، محمد بن احمد، ابو الولید، بدایۃ المجتہد ونھایۃ المقتصد لابن رشد، ترجمہ: ڈاکٹر عبید اللہ فہد فلاحی، دار التذکیر، لاہور، س ن، (282،332)۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

وجہ سے ابن رشد امام ابو حنیفہؒ سے ہم آہنگ ہیں۔ آپ سہولت سے دین پر چلنے کی راہ ہموار کرتے ہیں۔ آپ عوام کے لیے تقلید کو بہتر سمجھتے ہیں۔ آپ مجتہدین کو اجتہادی صلاحیت میں ترقی کے لیے راغب کرتے ہیں۔[(2)]

روایات کے احترام کی وجہ سے منشیات کی حرمت میں آپ سخت رویہ دکھاتے ہیں۔ مغرب میں روایات سے پیچھا چھڑانے کی روش غالب ہے۔ وہاں نشہ فیشن کی صورت اختیار کر گیا ہے اور شراب کا عام استعمال مغربی تہذیب کی علامت بن گئی ہے۔

خواتین کی امامت میں تقابل

مغربی تہذیب کے اجتہادات کی ایک اہم مثال پاسبانی تخصیص (Ordination) کا عمل ہے۔ یہ فرض احکام کی بجاآوری کے لیے چرچ کا تسلیم کردہ مرتبہ ہے۔ یہ کمیشن عوامی اعتراف کا بااختیار مقام، روحانی عمل اور نعمت ہے۔[(3)]

اس عمل کی بنیادیں تلاش کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اسیناتھ بارزانی (1590ء تا 1670ء) کُرد قبیلے سے تعلق رکھتی تھیں، جنہیں یہودیت میں پہلی خاتون ربی بننے کا اعزاز حاصل ہوا۔ 1930ء میں جرمنی میں تحریکِ نسواں سے متاثر ہو کر رجینا جونز نجی طور پر پہلی ربی بنیں۔ خواتین ربی بننے کی منظوری لینے کے لیے مسلسل متحرک رہیں، حتیٰ کہ 1983ء میں فیکلٹی نے ریگولر آرڈینیشن پروگرام کے لیے ووٹنگ کی۔ ایک سال بعد ایمی ایلبرگ یہودی دینیاتی سیمیناری سے آرڈینیشن کا عہدہ حاصل کرنے والی پہلی خاتون بنیں۔[(4)]

مسیحی آرتھوڈوکس کے ہاں پجاریوں اور بشپوں کا مرد ہونا ضروری ہے۔ عورتوں کی پاسبانی تخصیص کی اجازت کا حکم غیر فعال ہے۔ لوگ پادری بننے سے پہلے شادی کر سکتے ہیں لیکن اس کے بعد نہیں، نیز بشپس کو بھی مجرد ہونا چاہیے۔ رومن کیتھولک میں بھی تمام پادریوں اور بشپوں کا مرد اور مجرد ہونا ضروری ہے، لیکن مسلک بدل کر آنے والے گروہوں میں شادی شدہ پجاریوں کی اجازت ہے۔ پروٹسٹنٹ کی اکثریت تجرد کو پادریوں کے انتخاب کی شرط نہیں مانتی، نیز بہت سے گرجاگھروں میں خواتین کی تنظیم سازی کی مشق کی جاتی ہے۔

---

(2) ابن رشد، محمد بن احمد، ابو الولید، الضروری فی اصول الفقه، تقدیم و تحقیق: جمال الدین العلوی، دار الغرب الاسلامی، بیروت، 1994، (145)۔

(3) Stephen Sprinkle, Ordination: Celebrating the Gift of Ministry, Chalice Press, Missouri, St. Louis, 2004 (2).

(4) Sachar, Howard Morley, A History of the Jews in America, Knopf, NY, 1992 (31).

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

مغربی تہذیب کے کیتھولک دبستان میں پاپائیت پر مردوں کی اجارہ داری ہے۔ پروٹسٹنٹ کی دیکھا دیکھی نئے میلینیم کی ابتداء سے خواتین کو پادری بنائے جانے کی تگ و دو میں اضافہ ہوا ہے۔ آئرلینڈ کے شہر ڈبلن میں بین الاقوامی ویمن آرڈینیشن کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں خواتین کی آرڈینیشن کا مصمم عزم کیا گیا۔ رومن کیتھولک چرچ نے نن کو انتظامات سے روکا۔ اس نے بینیڈکٹ سسٹر کو بنیادی تقریر سے منع کیا، لیکن یہ دباؤ بے سود رہا۔[5]

مشرقی آرتھوڈوکس کلیسا مغربی تہذیب کے دائرے سے باہر ہے۔ یہ مقدس مصاحف کی تشریح اور مقدس روایات کی رُو سے پادری بنانے کا عمل کرتا ہے۔ یہ مردوں کی آرڈینیشن کی اجازت دینے میں پرانے مؤقف پر قائم ہے۔[6] عورتوں کی آرڈینیشن کے خلاف تمام قدامت پسند بیانات درست ہیں۔ ان کی تاریخی ورثے میں بنیادیں موجود ہیں۔[7]

حضرت ابراہیمؑ فرمانِ الٰہی پر عمل پیرا ہوئے۔ آپؑ نے اپنی اہلیہ حضرت ہاجرہؓ اور بڑے صاحبزادے حضرت اسماعیلؑ کو عرب کے لق و دق صحراء میں چھوڑا، تو اسلامی و عربی تہذیب کی ابتداء ہوئی۔ اماں ہاجرہؓ نے صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان بے سایہ ڈیرہ لگایا۔ انسانی مدد اور پانی کی فطری تلاش آپ کے ذہن میں تھی۔ آپ کو بچے پر توجہ رکھنے کی فکر بھی دامن گیر تھی۔ آپ بے قراری سے دونوں پہاڑیوں کے درمیان سات بار دوڑیں۔ آپ نے بھاگ کر اور سکون سے چل کر ممتا کے جذبے کو تسکین دی۔ اس انداز کو دینی شعار کے طور پر دہرانے کے لیے دنیا بھر سے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ تب زم زم کا معجزانہ پانی ملا تھا، جو باعثِ برکت مانا جاتا ہے۔ عہد نامہ قدیم بنی اسرائیل کی تاریخ ہے، لیکن اس میں بھی ان واقعات کے اشارے موجود ہیں۔[8]

مغرب میں قیام پذیر چند مسلم خواتین تہذیبی اثرات سے متاثر ہوئی ہیں۔ مندرجہ بالا قدیم واقعے کو اسراء نعمانی نے غلط معنی دیئے ہیں۔ وہ کہتی ہے کہ اسلام کی غلط تصویر دنیا کو دکھائی گئی ہے، جس کی اصلاح کا وقت آگیا ہے۔ شادی کے بغیر تنہاء رہنا اس کا بیانیہ ہے۔ اسے محرم کے بغیر حج کی سعادت کے حصول میں رکاوٹیں ایک آنکھ نہیں بھاتیں۔ اس نے مکہ

(5) Encyclopedia of Women and Religion in North America, Indiana University Press, Bloomington and Indianapolis, (2/958).
(6) Angelo Nicolaides, The Role of Women in the Eastern Orthodox Church, Australian eJournal of Theology 4, Australian Catholic University, Fitzroy, February 2005 (3).
(7) Hinlicky, Sarah E. Woman, Women, and the Priesthood in the Trinitarian Theology of Elisabeth Behr-Sigel, Bloomsbury, T&T Clark, NY, 2013 (73).
(8) Genisis 21: 17-20, Psalm 84: 5-6, Martin Lings, Muhammad: His Life Based on the Earliest Sources, Inner Traditions International, London, 2006 (1).

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

میں عازمِ حج خواتین کے انٹرویو کیے، اور ان سے تبادلہ خیال کیا۔ وہ انہیں خواتین کے بارے میں اسلام کا روشن رخ بتانا چاہتی تھی۔(9)

دینی شعائر اور ان میں عبادت میں تقابل

ابن رشد دوسروں کی عبادت گاہ میں مسلمانوں کے عبادت کرنے کے حق میں نہیں ہیں۔ آپ یہودیت کی نسبت مسیحیت کے زیادہ ناقد ہیں۔ مسیحی عبادت گاہیں تصاویر سے مزین ہوتی ہیں۔ مغربی تہذیب پروان چڑھی تو وہاں کے معبد ویران ہوئے۔ کئی گرجاگھروں کو مساجد میں تبدیل کیا گیا ہے۔ مغرب میں کئی مقامات پر چرچ انتظامیہ زیادہ روادارانہ عمل دکھاتی ہے۔ کثیر ثقافتی معاشروں میں انہی حالات کے پیشِ نظر مسلمان سمجھتے ہیں کہ، چرچ تصویروں اور مجسموں سے پاک ہونے چاہئیں۔ ایسی صورت میں جمعہ یا کوئی بھی نماز باجماعت پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر چرچ میں تصاویر یا مجسمے موجود ہوں تو نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ مسلمانوں کو اس کے علاوہ کوئی اور جگہ دستیاب نہ ہو تو، انہیں ڈھانپ کر نماز اداء کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

سامی ادیان کے احکامات میں یکسانیت فطری ہے کیونکہ ان کا منبع اور مصدر ایک ہے۔ مغرب میں اس سے منفی فکر پروان چڑھتی ہے کہ دینِ اسلام سابقہ ادیان کی تعلیمات سے ماخوذ ہے۔ روزہ مقررہ مدت تک جسم کی فطری طلب سے رضاکارانہ رک جانا ہے۔ اسے تمام ادیان میں اہمیت حاصل ہے۔ بائبل میں سوگ یا خطرے کے موقع پر عام روزہ رکھا جاتا تھا، جبکہ نزولِ وحی کی تیاری کے لیے انبیاءؑ نے روزہ رکھا ہے۔ خدائی غضب، تباہی، بیماری، قحط سے بچنے یا اہم امور سرانجام دینے کے لیے اجتماعی روزہ رکھا جاتا تھا۔ مدنی دور میں آپ ﷺ نے یہودی رواج کے مطابق عاشورہ کا روزہ متعارف کرایا۔ پھر آپ ﷺ نے مغرب تک روزہ رکھنے اور خواتین سے الگ رہنے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے مساجد میں دنیوی امور سے بے نیاز ہو جانے کا سبق دیا۔(10)

(9) Asra Nomani, Standing Alone: An American Woman's Struggle for the Soul of Islam, Harper Collins Publishers, 2009 (15).
(10) Susannah Heschel, German Jewish Scholarship on Islam as a Tool for De-Orientalizing Judaism, in New German Critique, Duke University Press, No. 117, Special Issue for Anson Rabinbach, Fall 2012 (92).

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

﴿مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰيَةٍ اَوۡ نُنۡسِهَا﴾[11]

"جو آیت ہم منسوخ کرتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں۔"

قرآن مجید پہلی تمام آسمانی کتابوں اور صحیفوں کا ناسخ ہے، اور پہلی شریعتوں کے احکام منسوخ ہو چکے ہیں۔ مندرجہ بالا آیت کریمہ کا شان نزول مشرکین اور یہود کا رد ہے۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ آپ ﷺ اپنے صحابہ کو ایک کام کا حکم دیتے ہیں، اور پھر اس سے منع کر کے اس کے برخلاف حکم دیتے ہیں۔[12]

احکام میں نسخ جائز ہے۔ اس میں مشکل کی جگہ آسان حکم لانے کی حکمت بھی ہے۔ آیت کا آیت سے، حدیث کا حدیث سے، آیت کا حدیث سے اور حدیث قرآن سے منسوخ ہوتی ہے۔ حدیث سے بیت المقدس کا قبلہ ہونا ثابت ہے۔ اس کی ناسخ تحویل قبلہ والی آیت ہے۔[13]

معاشیات کی حلت وحرمت میں تقابل

سودی نظام سے مغربی استحصال عالمگیر ہو گیا ہے۔ اس سے بچنے کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اقوامِ عالم کے قدرتی وسائل پر مغرب کی گرفت ہے۔ مسیحی لوگوں سود سے اجتناب کرتے تھے، جس سے یہود نے فائدہ اٹھایا۔ انہوں نے سودی کاروبار سے استحصال کیا اور معیشت پر اجارہ داری حاصل کی۔ ان کاموں نے ان کے خلاف نفرت میں اضافہ کیا۔ مغرب میں لادینیت کو فروغ ملا۔ اس وجہ سے سودی نظام مغربی معیشت کی پہچان بن گیا ہے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے بتدریج نوآبادیاتی نظام تشکیل دیا تھا۔ اب اس کی جگہ ملٹی نیشنل کمپنیوں نے لے لی ہے۔

ابن رشد وحی الٰہی کو اہمیت دیتے تھے۔ اس وجہ سے آپ کو اسلامی معاشی نظام پر پختہ یقین تھا۔ آپ زکوٰۃ، صدقات اور دولت کی گردش کو اہمیت دیتے ہیں، اور قدرتی وسائل میں خمس کے وجوب کی بات کرتے ہیں۔ آپ تجارت میں

---

(11) البقرۃ:106

(12) بیضاوی، عبد اللہ بن عمر، انور التنزیل واسرار التاویل، ادارہ قمر الاسلام، لندن، ج1، س ن (22)۔

(13) قادری، محمد جلال الدین، احکام القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ج1، 2006ء(35)۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

ایمانداری برتنے، اور دھوکے سے اجتناب کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ آپ کی نظر میں سودی نظام ڈکیتی کے مترادف ہے، کیونکہ سود خور نے عملاً اللہ اور اس کے نبی ﷺ کے خلاف جنگ کا اعلان کیا ہے۔[14]

مغربی تہذیب شروع میں پاپائیت کے تحت تھی۔ تب وہاں کے اخلاق اور معاملات میں دینی احکام کی اہمیت تھی۔ مسیحی لوگ سود سے اجتناب کرتے تھے۔ اہلِ علم کی تحقیق میں معاشی نظام کو سدھارنے کی فکر تھی، جیسے جلد پیسہ لینے کے لیے مناسب چھوٹ دینا سود کے گناہ میں ملوث ہونا نہیں۔[15] کسی چیز کو منصفانہ قیمت سے زیادہ فروخت کرنا درست نہیں۔ یہ اپنے پڑوسی کو نقصان پہچانے کی مانند اور دھوکہ دہی کا گناہ ہے۔[16] مغرب میں پاپائیت سے نجات استحصال کا خاتمہ سمجھا گیا۔ آج مغرب کے طفیل پوری دنیا استحصال اور ظلم وجور سے لبریز ہوگئی ہے۔

انگریزوں نے بینک آف انگلینڈ قائم کیا۔ انہوں نے سودی بینکاری کے نظام تشکیل دیا تھا۔ انہوں نے سونا جمع کر کے کرنسی نوٹ جاری کیے۔ پہلی عالمی جنگ کی وجہ سے حکومتی ایماء پر بینک نے پالیسی تبدیل کی۔ بنک کے نوٹ کے بدلے میں سونے کی ادائیگی بند کر دی گئی۔ جنگ کے بعد برطانیہ نے سونے کو معیار بنانا ترک کر دیا۔ اب نوٹ کا اجراء سکیورٹی ایکسچینج کے ہاتھ میں آگیا تھا۔[17] مستقبل کا خاکہ انگریزیوں دیکھتے ہیں کہ 2025ء میں کاغذی پیسوں کو ہاتھ نہیں لگایا جائے گا۔ ان کے بغیر ہی اپنی کار یا دفتر میں ہولوگرام لیا جاسکے گا۔ تب بھی جیب میں چند نوٹ اور سکے رکھنے پڑیں گے۔ دنیا میں کہیں کوئی شخص خریداری کے لیے آپ سے نقد رقم کا مطالبہ کر سکتا ہے۔[18]

بین الاقوامی قوانین میں تقابل

عربوں میں اسلام کے غلبہ ہو گیا تو ان میں مقیم اہل کتاب سے جنگ نہ کرنے پر اتفاق قائم ہو گیا۔ ابن رشد کے دور میں غیر عرب مسیحیوں سے مسلمانوں کے معرکے برپا رہتے تھے، جبکہ یہود میں ایسی سکت نہ رہی تھی۔ آپ نے جہاد، اس کی تیاری اور میدان جنگ میں ثابت قدمی پر زور دیا۔ آپ نے مجاہدینِ اسلام کو اسلامی آدابِ جنگ ملحوظ رکھنے کی تاکید کی ہے

(14) بداية المجتهد و نهاية المقتصد لابن رشد، (355، 367، 380)۔

(15) O'Brien, George, An Essay on Medieval Economic Teaching, Longman, London, 1967 (119).

(16) Aquinas, Thomas, Summa Theologica. Translated by the Fathers of the English Dominican Province, Benziger Brothers, New York, (Vol 2, Q 77, art. 1).

(17) Encyclopedia Britannica, Vol: 6 (221).

(18) Retrieved: Jan 18, 2020, from https://www.bbc.com/future/article/20150724-the-truth-about-the-death-of-cash

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

کہ جہاد دعوتِ اسلام کے لیے کیا جائے تا کہ لوگ اسلام میں داخل ہوں، یا مسلم حکومت کو جزیہ دے کر امان پائیں۔ آپ کے مطابق جنگ میں مشرکین اور اہل حرب کے مقابلے میں جنگ جائز ہے۔ آپ اہلِ حبشہ یا ترکوں سے جنگ سے احتراز کی مسلمانوں کی روش کو بہتر سمجھتے ہیں۔

قلعہ بندیوں کی وجہ سے محاصرے طویل ہو جاتے تھے۔ اس کی وجہ سے فتوحات اور جنگ کے فیصلے تعطل کا شکار ہو جاتے تھے۔ قلعہ بند عورتوں اور بچوں پر رحم مجاہدین کے لیے ہلاکت خیز بن سکتا ہے، اس لیے آپ قلعے پر سنگباری کے جواز کے قائل ہیں۔ عربوں میں جنگ سے فرار کو معیوب سمجھا جاتا تھا لیکن جیسے جیسے جنگ کے انداز بدلے تو ہلاکت کے مقام سے ہٹ جانا بہتر تدبیر بن گیا۔ اس اقدام کی وجہ سے مجاہد از سر نو جنگ کی بساط بچھا سکتے ہیں۔ آپ کے مطابق پلٹ کر حملہ کرنے کے لیے عارضی فرار کی گنجائش نکلتی ہے۔ یہ اچھی جنگی تدبیر ہے تاوقتیکہ امتِ مسلمہ کی حقیقی قیادت برابری کی سطح پر مقابلہ لے آئے، اور حق و باطل کی فیصلہ کن دُو بدو جنگ میں ڈٹ جانا ایمان کی علامت بن جائے۔ مسلمانوں کے مفاد کے مطابق عارضی جنگ بندی اور صلح جوئی کی بھی اجازت ہے۔

مغربی تہذیب جہاد کے خلاف ہے اور اس کا میڈیا جہاد کو دہشت گردی سمجھتا ہے۔ بد قسمتی سے ابن رشد کے برعکس اس بیانیے میں مغرب کو بین الملل ہمنوائی حاصل ہوئی ہے۔ پہلے مجاہد فی سبیل اللہ کے بارے میں بتانا فقہاء کرام کے کے لیے آسان تھا، لیکن مسلم خلافت کے خاتمے کے بعد مغرب کے ظلم و تعدی کے خلاف کھڑا ہونا دہشت گردی سے خود کو موسوم کرنے کے مترادف ہو گیا ہے۔ نااہل مسلم حکمران مغربی ایماء کے منتظر رہتے ہیں اور علمائے امت قومی یا مسلکی سرحدوں تک محدود ہیں۔ بغیر تاویل دولت ہتھیانے کو حرابۃ کہتے تھے، جبکہ اپنی سرکشی کی تاویل کرنا بغاوت کہلاتی تھی۔ فقہاء کرام پہلے آبادی کے باہر ڈاکہ زنی یا اسلحے کی نوک کے استعمال کو حرابہ کہتے تھے، رہزن اور ڈاکو حکومت کی کمزوری کی وجہ سے ایسا کرتے تھے، لیکن اب مغربی تہذیب کی دہشت گردی کے خلاف جنگ اسے شہروں تک لے آئی ہے۔

ابن رشد کے خیال میں غیر مسلم اقوام کے ہاں قرآن کریم لے جانے کی اجازت ہے۔[19] اس بات میں مغرب کو کوئی تردد نہیں۔ دنیا بھر میں کتابِ مقدس اور دیگر دینی ادب آسانی سے میسر ہے، جس کی توہین ابن رشد سمیت مسلم فکر میں دکھائی نہیں دیتی۔ مغرب میں ہر دور میں بوجوہ قرآن کریم کے مقامی زبان میں تراجم کیے گئے ہیں۔ اسی طرح استشراقی

---

(19) بدایة المجتهد و نهایة المقتصد لابن رشد، (500)۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

نظر سے اسلامی لٹریچر کو مغرب میں متعارف کرایا گیا۔ زیادہ پریشان کن بات یہ ہے کہ مخالف دینی ادب کی توہین کے مرتکب افراد سے، مغرب فرد کی آزادی کے نام پر اغماض برتتا ہے۔

ابن رشد کے ہاں آزادی کی بھی چند حدود ہیں جیسے ارتداد، فسق اور زندیقیت کی سزا وغیرہ۔ ابن رشد کی نظر میں ارتداد ایک جرم تھا، اور مقابلے پر اتر آنے والا مرتد محاربہ کی سزا پاتا تھا، نیز جادوگر کا قتل روا تھا۔[20] ابن رشد کے مطابق حالات کے مطابق مؤلفۃ القلوب کو مصارف میں شمار کرنا امام وقت کے دائرۂ اختیار میں ہے۔ مغربی تہذیب کو سرکاری سطح پر ایمان ویقین، تکفیر یا شرک وبدعت سے کوئی دلچسپی نہیں۔

قوانین کی تشریح، تنفیذ اور تعلیم میں تقابل

مغربی تہذیب لادین تہذیب ہے لیکن جزوی طور پر مسیحیت سے پہچان کراتی ہے۔ ابنِ رشد عربی تہذیب کے عظیم مفکر ہیں جن کی فقاہت کی بنیاد شریعت ہے۔ مغرب میں ابنِ رشد کی انسان دوستی میں خدمات کی قدر کی جاتی ہے۔ آپ اسلامی قانونی نظام کے کلیدی عہدے پر فائز رہے ہیں۔ مغربی مفکرین بتاتے ہیں کہ ہندوستان میں بدھ مت کے روحانی غلبے، چین میں تاؤازم اور کنفیوشزم کے ذریعے معاشرتی تعمیر، مشرق وسطیٰ میں عدالتی نظام اور مغربی یورپ میں سیکولر سماجی وسیاسی ماڈل کی ترقی انسانیت کے اہم مراحل ہیں۔ انسانیت ایک فلسفیانہ فریم ورک ہے جو روشن خیالی میں پیدا ہوا۔ یہ سائنسی طریقہ کار سے گہرا اجڑا ہوا ہے۔ اس میں معبودوں کو معقولیت سے مسترد کر دیا جاتا ہے۔ نشاۃ ثانیہ کے بعد سے انسان دوستی مغرب کی ترقی کی داستان میں سرایت کر گئی ہے۔ اقوام متحدہ کا انسانی حقوق کا اعلامیہ وسیع تر بین الاقوامی معاہدوں کی رہنمائی کرتی ہے۔[21]

ابن رشد کا مغرب سے بنیادی اختلافی پہلو وحی الٰہی کی آئینی بالادستی ہے۔ مغربی فکر و تہذیب شریعت کے بجائے لادین آئین و قانون اور سرمایہ دارانہ سیاسی نظام کی علمبردار ہے۔ وہ سودی معیشت کے اشتراک سے انسان دوستی کا دم بھرتی ہے۔ قاضی خاندان سے تعلق ہونے کی وجہ سے ابن رشد کو علوم فقہ سے بچپن سے دلچسپی تھی۔ آپ کی تعلیم و تربیت مروجہ دستور کے مطابق ہوئی۔ قدیم تعلیمی نظام کے مطابق آپ اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے۔ آپ نے اپنے ذوق کے مطابق طب

---

(20) بداية المجتهد و نهاية المقتصد لابن رشد، (31، 1217)۔

(21) Draft Committee, Universal Declaration of Human Rights, UNO General Assembly resolution 217 A, December 10, 1948 Convention (IV) relative to the Protection of Civilian Persons in Time of War. Geneva, 12 August 1949.

اور فلسفہ میں ذاتی دلچسپی دکھائی اور اپنی اولاد اور تلامذہ کو علمی وراثت منتقل کر کے وفات پائی۔ مغربی تعلیمی نظام میں گریجویشن کے بعد قانون، میڈیکل اور سائنس یا آرٹس میں اعلیٰ تعلیم اور تخصص کی ابتداء ہوتی ہے۔ قانون، فلسفہ یا طب کو دینیات سے کوئی سروکار نہیں۔ مغربی تہذیب کے برعکس ابن رشد دینی و دنیوی علوم کے جامع عالم تھے۔ آپ کو اسی نہج پر تعلیمی نظام کے رواج کی کاوشوں کی وجہ سے فوقیت حاصل ہے۔

زمانی ارتقاء کی وجہ سے مغرب کو خواندگی کی شرح، سائنس و ٹیکنالوجی اور علوم کی اشاعت میں امتیازی مقام حاصل ہے۔ اس میں ابنِ رشد کی تالیفات اور فکر کا کافی حصہ ہے۔ آپ مجتہد ہیں جو کہ اسلامی قانون میں اعلیٰ مرتبہ ہے۔ آپ کی مایہ ناز کتاب اس مرتبے پر فائز ہونے والے قانون دانوں کی تربیت میں معاون ہے۔ آپ مالکی تھے، لیکن آپ نے قانون دانوں کو مذاہب سے باہر نکل کر کھلی فضاء میں جھانکنے کی تدبیر کی۔ آپ کی اس فکر پر خاص توجہ مبذول کرنے کی ضرورت ہے۔

ابن رشد کی فقہی تالیف جامع قوانین ہیں۔ اس کے برعکس مغرب شریعت کو قانونی تعلیم میں ایک پرچے تک محدود کرتی ہے۔ باقی پرچہ جات میں انسانی عقل سے بنائے گئے وضعی قوانین بیان کئے جاتے ہیں۔ ان میں خواہشاتِ نفس کی ملاوٹ ہے، اور ان کی پریکٹس قابلِ اعزاز سمجھی جاتی ہے۔

ابن رشد عدلیہ کے لیے شریعت کی بالادستی ضروری سمجھتے ہیں، جبکہ مغربی تہذیب میں شرائع کی پابندی نہیں کی جاتی۔ وہ وضعی قوانین کی تیاری، تشریح اور نفاذ کو ترجیح دیتی ہے۔ بطور قانون دان آپ حدود و تعزیرات کے مکمل نفاذ کے حق میں تھے۔ آپ فقہائے اسلام کی طرح زنادقہ کے قتل کرنے کے حکم میں مکمل متفق ہیں، لیکن مغربی فکر و تہذیب نے خدا سے منسوب قوانین اور عقائد و اعمال کا فرق مٹا دیا ہے۔ وہ فرد کے حقوق میں دخل اندازی نہیں کرتی۔

مغربی تہذیب میں بنچ اور بار کی پیشہ وارانہ ہم آہنگی مثالی ہے۔ وکالت ایک باعزت اور منفعت بخش پیشہ ہے، جو عدالتی نظام میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ ابن رشد اسلامی نظام عدل کے اعلیٰ مرتبے پر فائز رہے، جہاں انصاف کا حصول آسان تر تھا۔ اس میں سائل کو بھاری بھر کم فیس دے کر وکلاء کی خدمات مستعار لینے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ عوام تک بر وقت اور سستے انصاف کی رسائی میں ابن رشد کے نظامِ عدل کو فوقیت حاصل ہے۔ آپ نے اپنی ذکاوت اور بصیرت سے مقدمات کے فیصلے کیے۔ آپ مقدمے کو درایت کے اصول سے پرکھتے رہتے تھے۔ ابن رشد مجرم کو قتل کرنے کا فیصلہ خود صادر نہیں کرتے تھے، جو معنی خیز ہے۔ مغرب میں بھی سزائے موت کم ہی دی جاتی ہے لیکن غیر اقوام کا قتل عام اس کی عادت ہے۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

خلاصۃ البحث

اس تحقیق میں ابن رشد کے افکار کی روشنی میں مسلم اور مغربی تہذیب کے قانونی افکار کا تقابل کیا گیا ہے۔ ابن رشد شریعت اسلامیہ کے پائے کے عالم ہیں۔ آپ قوانین کی تشریح، تنفیذ اور تعلیم میں شرعی حدود اور دائرہ کار تک محدود رہتے ہیں۔ آپ فقہاء کرام کی طرح نصوص فہمی میں توسع کی طرف مائل ہیں۔ اس سے آپ کی اجتہادی فکر نمایاں ہو جاتی ہے۔ مغربی تہذیب لادینیت کے پردے میں دین نما بن گئی ہے جو کسی بھی شریعت پر نہیں چلتی۔ وہ خود ساختہ قوانین پر مصر رہتی ہے، جن کے اصول وضوابط تک تبدیل کیے جا سکتے ہیں۔ ابن رشد فقہی مسائل بیان کرتے ہوئے فقیہ رہتے ہیں، جبکہ مغرب میں دینی شعائر اور عبادات کی تنظیم میں بلاوجہ مساوات برتی جانے لگی ہے۔ عبادت کی پیشوائی (Ordination) میں خواتین کو کھلی اجازت دی گئی ہے، جبکہ اسلام تہذیب میں اس کو اسلامی قانون کی نافرمانی سمجھا جاتا ہے۔

تجاویز وسفارشات

1. **اسلامی قانون کی فہم وترویج:** دینی جامعات اور یونیورسٹیوں میں اسلامی فقہ اور ابن رشد کے قانونی افکار پر تحقیقی مطالعہ کو فروغ دیا جائے تاکہ مسلم قانونی فکر کی گہرائی اور وسعت کو جدید دنیا کے سامنے مؤثر انداز میں پیش کیا جا سکے۔
2. **اجتہاد کے نظام کی تجدید:** عصری مسائل کے حل کے لیے اجتہاد کے دروازے کو علمی دائرے میں کھولنے کی ضرورت ہے، تاکہ جدید چیلنجز کے تناظر میں شریعت کے اصولوں کے مطابق حل تلاش کیے جا سکیں۔
3. **مغربی قانونی فلسفہ کا تقابلی جائزہ:** مغربی قانون اور اسلامی قانون کے بنیادی اصولوں کا تقابلی مطالعہ لازمی نصاب میں شامل کیا جائے تاکہ طلبہ دونوں نظاموں کے فکری پس منظر کو سمجھ سکیں۔
4. **اخلاقی اور سماجی اصلاحات:** مغربی تہذیب میں رائج اخلاقی انحطاط (جیسے فحاشی، ہم جنس پرستی، اور نشہ) کے مقابلے میں اسلامی اخلاقی اقدار کے فروغ کے لیے مؤثر اقدامات کیے جائیں۔
5. **فقہی مکاتب کے مابین ہم آہنگی:** فقہی اختلافات کے باوجود بین المکاتب فقہی مکالمے اور علمی تبادلہ خیال کو فروغ دیا جائے تاکہ امت میں اتحاد اور فکری پختگی پیدا ہو۔
6. **اسلامی معیشت اور قانون کا عملی نفاذ:** ابن رشد کے افکار کی روشنی میں اسلامی مالیاتی نظام اور عدالتی ڈھانچے کو مضبوط کیا جائے تاکہ سودی نظام کے متبادل کے طور پر عدل ومساوات پر مبنی نظام قائم ہو سکے۔